112143- میت کے گھر قرآن خوانی کا اجتماع کرنا

سوال

کچھ علاقوں میں ایک عادت پائی جاتی ہے کہ جب کوئی شخص فوت ہوجائے تو میت کے گھر میں لوگ بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور ٹیپ ریکارڈ پر بھی تلاوت لگائی جاتی ہے، اس عمل کا حکم کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

بلاشک وشبہ یہ عمل بدعت ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہ عمل نہیں تھا، اور نہ ہی صحابہ کرام کے دور میں پایا جاتا تھا.

قرآن مجید کا پڑھنا اور تلاوت کرنا اس وقت غم کم کرتا ہے جب انسان خود خاموشی سے تلاوت کرے، نہ کہ جب وہ لاؤڈ سپیکر میں بلند آواز سے جسے ہر انسان سنے حتی کہ جو کھیل رہے ہیں اور اپنے کاموں میں مشغول ہوں، آپ دیکھیں گے کہ وہ ان آلات کو سن رہے ہیں، گویا کہ وہ اس قرآن کے ساتھ لہو میں مشغول ہیں اور مذاق کر رہے ہیں.

پھر میت کے گھر والوں کا تعزیت کے لیے آنے والوں کا استقبال کرنا بھی ایسے امور میں شامل ہوتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں معروف نہ تھا، حتی کہ بعض علماء تو اسے بھی بدعت قرار دیتے ہیں.

اس لیے ہماری رائے میں تو میت کے اہل و عیال کو تعزیت وصول کرنے کے لیے جمع نہیں ہونا چاہیے، بلکہ وہ اپنے گھر کے دروازے بند کر لیں، اور جب انہیں کوئی بازار میں ملے یا پھر ان کا کوئی جاننے والا بغیر وعدہ اور تیار کردہ ملاقات کے لیے آئے اور اس سے بغیر دروازہ کھولے تعزیت وصول کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں.

لیکن ان کا اکٹھے ہونا اور آنے والوں کے استقبال کے لیے دروازے کھلے رکھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں معروف نہ تھا، اور جیسا کہ معروف ہے ماتم اور نوحہ کرنا کبیرہ گناہوں میں شامل ہوتا ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے اور نوحہ سننے والی پر لعنت فرمائی ہے :

"اگر نوحہ کرنے والی اپنی موت سے قبل توبہ نہ کرے تو وہ روز قیامت اس حال میں اٹھے گی کہ اس کو گندھک کی قمیص اور خارش زدہ درع پہنائی گئی ہوگی"

اللہ تعالی ہمیں عافیت میں رکھے.

اس لیے مسلمان بھائیوں کو میری نصیحت ہے کہ وہ اس طرح کی بدعات اور نئے ایجاد کردہ امور ترک کر دیں؛ کیونکہ اس کا ترک کرنا ہی ان کے لیے اللہ کے ہاں زیادہ بہتر ہے، اور پھر یہ میت کے لیے زیادہ بہتر ہے؛ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ میت کے گھر والوں کے رونے اور نوحہ کرنے کی بنا پر میت کو عذاب ہوتا ہے، یعنی وہ اس نوحہ اور رونے سے تکلیف اور اذیت محسوس کرتی ہے، اگرچہ فاعل کی سزا نہیں دی جاتی.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{اور کوئی بھی جان کسی دوسرے کا گناہ نہیں اٹھاتی}.الانعام(164).

عذاب یہ لازم نہیں کہ یہ سزا ہے، کیا آپ کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں ہے :

"سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے"

حالانکہ سفر سزا نہیں ہے، بلکہ تکلیف والم اور غم وغیرہ عذاب شمار کیا جاتا ہے، اور لوگوں کے کلمات اور قول میں یہ شامل ہے :

میرے ضمیر نے مجھے عذاب میں ڈال رکھا ہے.

یہ اس وقت کہتے ہیں جب اسے غم اور شدید قسم کی پریشانی لاحق ہو.

حاصل یہ ہوا کہ :

میں اپنے بھائیوں کو نصیحت کرتا ہوں اس طرح کی عادات تو انہیں اللہ کے نزدیک کرنے کی بجائے اور دور ہی کرینگی، اور ان کی موت کے ساتھ عذاب زیادہ ہو گا" انتہی

فضیلۃ الشیخ محمد بن عثیمین.